ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.5,Issue No.2(2023)
(July to September)

طوطا کہانی میں جادوئی حقیقت نگاری

Creation of Megical Reality in" Tota Kahani"

محمد رمضان

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر عنبرین تبسم شاکر جان

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر حمیرا صادق قریشی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، ایف جی پوسٹ گریجویٹ کالج، راولپنڈی کینٹ

Muhammad Ramzan

Ph.D Urdu,Research Scholar, National University of Modern Languages, Islamabad.

Dr. Ambreen Tabbasum Shakir Jan

Associate Professor, National University of Modern Languages, Islamabad.

Dr.Humaira Sadiq Qureshi

Assistant Professor, FG, Postgraduate College, Rawalpindi Cantt.

Abstract:

The incontrovertible Sanskrit lineage of the narrative "Tota Kahani" can be unequivocally attributed to its origin in Tati. Within the corpus of Sanskrit literature, there exist two distinct iterations of this narrative. One embodies an orantic style, while the other presents itself in a plain simplicitor manner. The former rendition draws from select accounts of women displaying deviant behavior and quite likely found inspiration from an erstwhile shak sap tatti. The latter version is authored by a myriad of Jains, numbering a hundred thousand, and is predicated upon a poetic composition. The precedence of this version is unquestionable, yet its chronological provenance remains undetermined. The twelfth century yields testimony from a subset of individuals affirming the existence of Shak Sab Tatti within the realm of Shastra.

Keywords: incontrovertible, Tota Kahani, Sanskrit literature, simplicitor manner, inspiration, composition, chronological

جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک کے تناظر میں "طوطا" کہانی کے تمام کردار مافوق الفطرت عناصر پر مشتمل ہیں۔ "طوطا کہانی" کی اصل سنسکرت شک سب تتی تک پہنچتی ہے۔ سنسکرت میں اس کہانی کے دو نسخے موجود ہیں۔ ایک مرصع orantics اور دوسرا سادہ simplicitor پہلا نسخہ ایک برہمن چنیتا سنی بھٹ کا معلوم ہوتا ہے۔ جس نے پورن بھدر کے پنچ تنتر سے عورتوں کی بدچلنی کی چند کہانیاں لیں اور غالباً کسی پرانی شک سپ تتی سے مدد لی۔ دوسرا نسخہ ایک سو تیا برجین کا ہے۔ جو کسی نظم سے ما خوذ ہے۔ لیکن پراکرت اشلوک کی وجہ سے خیال ہے کہ یہ شاید اصل میں پراکرت نظم میں رہا ہے۔ یہ نسخہ پہلے سے بعد کا ہے لیکن

تاریخ کسی کی معلوم نہیں بارہویں صدی میں چند لوگ شاستر میں شک سب تتی کی موجودگی کی تصدیق کرتے ہیں۔ شک سب تتی موجودہ نسخوں میں سے پہلے کسی شکل میں موجود تھی۔ ڈاکٹر نجیب جمال داستانوی کلاسیکی متون کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"مغرب میں کلاسیکی متون کی تسہیل نگاری کی روایت اب خاصی مستحکم ہو چکی ہے۔ ہمارے یہاں یہ کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ اگرچہ معیار و مقدار و تقدیم کے حوالے سے ہمارے کلاسیکی افسانوی ادب کا سرمایہ کسی بھی زبان کے ادب سے کم تر نہیں۔ تاہم ایک اڑچن ہمیشہ یہ حائل رہی ہے کہ ہمارے خطے کی قدیم کہانیاں سنسکرت میں لکھی گئیں۔ پہلے انھیں برج بھاشا اور پھر اردو میں منتقل کیا گیا۔ لہٰذا گنتی کے چند قصے ہی جدید اردو تک پہنچ پائے۔"(۱)

طوطا کہانی مشرقی راجستھانی میں کسی وقت میں پرشوتم دیو کے لڑکے دیودت نے ترجمہ کیا اور اس کا نام شک بہتری رکھا۔ سنسکرت سے برج بھاشا میں بھیروں پرشاد نے بھی شک بہتری کے نام سے ترجمہ کیا جو نول کشور پریس لکھنو سے چھپا۔ شک سب تتی کا ایک غیر معیاری ترجمہ فارسی میں موجود تھا۔ جس کے لیے بخشی لکھتے ہیں کہ "از اصلاح زبان ہندوی بہ فارسی آوردہ" ضیاء بخشی بدایوں کا رہنے والا تھا۔ اس نے (۱۳۰ء) (۷۳۰ھ) میں فارسی میں ترجمہ کیا۔ سنسکرت میں ستر کہانیاں ہیں۔ فارسی میں باون کہانیاں ہیں۔ جو شک سب تتی سے لیں اور کچھ دوسرے ماخذوں سے۔ شک سب تتی میں آدھی سے زیادہ کہانیاں عورتوں کی بد چلنی کی ہیں اور بخشیؔ نے فحش کہانیاں نہ لیں۔

سنسکرت سے انتخاب کر کے سید محمد قادریؔ نے ۳۵ کہانیوں کو سادہ فارسی میں لکھا اس کی تاریخ معلوم نہیں۔ لیکن اس کا ایک دکنی ترجمہ (۱۷۲۹ء) (۱۱۴۰ھ) کا ہے جس میں سید محمد قادری کا ذکر ہے۔ اس طرح قادری کی کتاب (۱۷۲۹ء) سے پہلے کی ہے۔ رام بابو سکسینہ نے (۱۷۹۳ء) غلط تاریخ لکھی ہے۔ قادری کے طوطی نامے سے حیدر بخش حیدریؔ نے فورٹ ولیم کالج میں ترجمہ کیا اور طوطا کہانی (۱۸۰۱ء) میں ترجمہ ہو چکی تھی۔ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین "بیتال پچیسی" کے پیش لفظ میں اردو داستانوی ادب کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

"یہ امر معلوم ہے کہ فورٹ ولیم کالج، کلکتہ (۱۸۰۰ء) کی بنیاد انگریز طلبہ کی ہندوستان کی دیسی و مقامی زبانوں، نیز علوم شرقیہ سے واقفیت اور یہاں کی تہذیب و تمدن سے آگاہی کے لیے رکھی گئی۔ تاہم اس کے بالواسطہ طور پر اردو زبان و ادب پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی خدمات سر فہرست ہیں۔ جنھوں نے کالج میں ایسے منشیوں کا تقرر کرایا جو کتب قواعد و لغت کے علاوہ تہذیبی نمائندگی کے حامل ہندوستان کے منتخب داستانوی ادب کو سادہ، رواں اور پرکشش اسلوب میں ڈھال سکیں۔ یوں فورٹ ولیم کالج کے پلیٹ فارم سے سامنے آنے والا علمی و ادبی داستانوی سرمایہ اس وقت کی سیاسی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ اردو زبان و ادب کی ترقی کا باعث بنا۔ بالخصوص اسلوب کی سطح پر اردو نثر میں تکلف و تصنع کے بجائے سادگی و بے ساختگی کے عناصر پروان چڑھے۔"(۲)

امنا پرشاد رسا داستان گو نے بھی قادری کے طوطی نامے کو اردو نثر میں ترجمہ کیا۔ شک بہتری کی سنسکرت میں تمہید بہت مفصل ہے قصے کا ہیرو سیٹھ ہردت کا لڑکا مدن سین ہے اور ہیروئن خجستہ ہے۔ مدن سین راجہ کے لیے جواہر خریدنے جاتا ہے اور سات

دن میں واپس آنے کا وعدہ کرتا ہے۔ پربھاوتی کی وزیر زادے سے محبت ہو جاتی ہے اور ایک کٹنی کی معرفت سے ملاقات طے ہو جاتی ہے۔ جانے سے پہلے خجستہ مینا سے اجازت چاہتی ہے۔ مینا اس کو روکتی ہے جس کی وجہ سے خجستہ اسے مار ڈالتی ہے پھر طوطے سے پوچھتی ہے وہ اس شرط پر ایک کہانی سناتا ہے کہ وہ آج نہ جائے۔ اس طرح روزانہ کسی بہانے یا شرط پر خجستہ کو روکتا ہے۔ جب سوداگر واپس آتا ہے تو خجستہ خود بتاتی ہے کہ طوطے نے اس کی عصمت بچائی ہے۔ پھر دونوں خوشی سے رہنے لگتے ہیں۔ طوطا کہانی میں کل ۳۵ کہانیاں ہیں جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

پہلی کہانی:　　میموں کی پیدائش اور خجستہ سے شادی۔۔۔

دوسری کہانی:　　ایک پاسبان اور بادشاہ طبرستان کی سے وفاداری اور اس اپنا ولی عہد بنالیا۔

تیسری کہانی:　　بڑھئی اور سنار کی۔۔۔

چوتھی داستان:　　امیر زادے اور لشکری کی۔۔۔

پانچویں کہانی:　　کاٹھ کی پتلی اور تجار وغیرہ کا۔۔۔

چھٹی داستان:　　قنوج کے راجا اور اس کی بیٹی کی۔۔۔

ساتویں کہانی:　　چیڑی مار اور طوطے کی۔۔۔۔

آٹھویں کہانی:　　ایک سوداگر کی جورو۔۔۔

نواں قصہ:　　ایک گنوار اور اس کی جورو کا۔۔۔

دسویں کہانی:　　ایک تاجر اور اس کی بیٹی کی۔۔۔

گیارھویں نقل:　　ایک برہمن اور شیر کی۔۔۔

بارھویں داستان:　　بلی اور بوڑھے شیر کی۔۔۔

تیرھواں قصہ:　　شاہ پور مینڈکوں کے سردار اور سانپ کا۔۔۔

چودھویں داستان:　　شیر اور شاہ گوش کی۔۔۔

پندرھویں داستان:　　وزیر، جولاہے اور اس کے نصیب کی۔۔۔

سولھویں داستان:　　چار مال دار مفلس کی۔۔۔

سترھواں قصہ:　　گیدڑ اور اس کا مارے جانے کا۔۔۔

اٹھارھویں کہانی:　　بشیر اور چندر کی۔۔۔

انیسویں نقل:　　ایک تاجر کے گھوڑے اور کسی سوار کے گھوڑے کی۔۔۔

بیسویں داستان:　　ایک عورت اور شیر کی۔۔۔

اکیسواں قصہ:　　بادشاہ اور بادشاہ زادوں کا۔۔۔

بائیسویں کہانی:　　ایک سوداگر کے بیٹے کے گم ہونے کی۔۔۔

تئیسویں نقل:　　ایک برہمن اور رائے بابل کی بیٹی کی۔۔۔

چوبیسویں داستان:　　رائے بابل کی بیٹی کے عاشق ہونے کی۔۔۔

پچیسویں داستان:　ایک عورت کی بنیئے سے مل کر بیٹھنے کی۔۔۔

چھبیسویں داستان:　قبول نہ کرنے میں ایک بادشاہ کے ایک سوداگر کی۔۔۔

ستائیسویں داستان:　ایک کمھار اور ایک بادشاہ کی۔۔۔

اٹھائیسویں کہانی:　ایک شیر اور گیدڑ کے بچے کی۔۔۔

انتیسویں کہانی:　ایک امیر اور سانپ کا۔۔۔

تیسویں کہانی:　ایک سپاہی اور سنار کی۔۔۔

اکتیسویں داستان:　ایک سوداگر اور برہمن کی۔۔۔

بتیسویں نقل:　مینڈک اور زنبور اور مرغ دراز نوک کی۔۔۔

تینتیسویں داستان:　چین کے بادشاہ اور روم کی شہزادی کی۔۔۔

چونتیسواں قصہ:　ایک گدھے اور بارہ سنگھے کا۔۔۔

پینتیسواں قصہ:　میموں کا گھر واپس آنا اور خجستہ کے مارے جانے کا۔۔۔

ڈاکٹر گیان چند اپنی تصنیف "اردو ادب کی نثری داستانیں" میں طوطا کہانی کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

> "مشہور یہ ہے کہ توتا کہانی شک سپ تتی کا ترجمہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ صرف دس کہانیوں کی اصل شک سپ تتی تک پہنچتی ہے۔ ہندی اور اردو کی بعض کہانیوں کی مشابہت حیرت انگیز ہے۔ ان میں بعض فقرے کے فقرے یکساں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہندی مترجم اردو توتا کہانی سے واقف تھا۔ شک سپ تتی کی جو کہانیاں پنچ تنتر یا بیتال پچیسی کی حکایات سے مماثل ہیں۔ ان کہانیوں کا ماخذ انھیں کتابوں کو سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ شک سپ تتی سے زیادہ قدیمی ہیں۔"(۳)

بیتال پچیسی کی سب اور پنچ تنتر کی اکثر کہانیاں کتھا سرت ساگر میں بھی ہیں اگرچہ طوطی نامے میں بھی ان کی چند کہانیاں شامل ہیں۔ "طوطا کہانی" کا مقدمہ محمد اسماعیل پانی پتی اور ڈاکٹر وحید قریشی نے لکھا ہے۔ مجلس ترقی ادب نے ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور سے شائع کیا اور مصنف حیدر بخش حیدری ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کہانیوں کی نسبت زبان کی وجہ سے زیادہ ہے جب یہ کہانی لکھی گئی اس زمانے میں اردو نثر کی کتابیں معدودے چند تھیں۔ ان میں سیدھی سلیس اور با محاورہ کتابوں کا اور بھی قحط تھا۔ ۱۸۰۰ء میں یہ زبان ایک نعمت ہے اور یہ بول چال کی زبان نظر آتی ہے روز مرہ سے کہیں علاحدہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر گیان چند داستان کے بارے میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔

> "داستان نے اردو نثر کو رنگ و روپ نکھار اور رچاؤ دیا۔ لیکن اس کی روز افزوں مقبولیت نے اردو نثر میں دوسرے موضوعات کی انگیخت کا سد باب بھی کیا۔ ملک و ملت کے مسائل پر غور کرنے کے لیے رد سحر کی ضرورت پڑی۔ داستان نے بہ طیب خاطر ناول کے لیے مسند خالی نہ کی۔ ناول داستان کی ارتقاء یافتہ صورت نہیں، مغرب سے درآمد کی ہوئی جنس ہے۔ ناول کی امتیازی خصوصیت حقیقت نگاری ہے، داستان کا مابہ الامتیاز حقیقت فراموشی ہے۔ انیسویں صدی کے آخر میں سحر و طلسم کی داستانوں نے زور پکڑا۔ انھیں واقعی زندگی کا روکھا پن ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ وہ

کسی دوسرے کرے کے باشندوں کے محاربات اور معاشقات میں کھوئی ہوئی تھی۔ غرض داستان ماضی کے ورثے کی بیش بہا متاع ہے۔"(۴)

طوطا کہانی کا بنیادی حصہ رادھا جاتک پر مشتمل ہے۔ گوتم بدھ اور رادھا طوطے اور مینا کی شکل میں ہیں اور دونوں کا قصہ یکساں ہے۔ طوطا مینا کو کہتا ہے کہ عورت کی بد چلنی پر اعتراض نہ کرنا ورنہ جان کا خطرہ ہے لیکن وہ طوطے کی سنی ان سنی کر دیتی ہے اور وہ عورت کو منع کرتی ہے جس کی وجہ سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ جب کہ طوطا خاموش رہتا ہے۔ آخر کار طوطا اس شرط پر کہانی سناتا ہے کہ وہ آج رات اپنے معشوق کے پاس نہ جائے۔ ظاہراً ان کہانیوں کا مقصد خجستہ کو یار کے پاس جانے سے روکنا ہے۔ طوطا کوئی پیچ لگا کر روزانہ نئی کہانی سنانے کا بہانا نکال لیتا ہے۔ ہر کہانی خجستہ کے معاملے سے بہ خوبی چسپاں نہیں ہوتی لیکن طوطے کی غرض تو کوئی نہ کوئی کہانی سنانا ہے۔ یہ بھی حیرت کی بات ہے کہ ایک صفحے کی کہانی سنانے میں صبح کیسے ہو جاتی ہے؟ معلوم نہیں میاں مٹھو کس طرح کہانی سناتے تھے جب کہ سنسکرت میں کہانی سننے پر صبح نہیں ہوتی۔ طوطا یہ شرط لگا کر سناتا ہے کہ کہانی جب کہوں گا اگر تو آج نہ جانے کا وعدہ کرے۔ اس شرط پر وہ راضی ہو جاتی ہے۔ طوطا کہانی میں داستانوں کو حیدر بخش حیدریؔ نے بالترتیب یوں بیان کیا ہے۔

پہلی داستان: میں احمد سلطان نامی مالدار کو اللہ تعالیٰ نے اکلوتا بیٹا عطا کیا تھا۔ جس کا نام اس نے میمون رکھا تھا۔ بیٹے کی پرورش بڑے ناز و نعم سے کی جب وہ جوان ہو گیا تو اس کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی خجستہ نامی گل اندام صاحب جمال سے کر دی۔ دونوں کی زندگی عیش و آرام بسر ہو رہی تھی۔ ایک دن میمون بازار گیا وہاں سے ایک طوطا خرید لایا اور کچھ دنوں کے بعد مینا کو بھی گھر میں لے لایا۔ اچانک میمون کو کسی سفر پر جانے کا اتفاق ہوا تو اس نے خجستہ کو کہا اگر تمہیں کوئی کام کرنا ہو تو مینا اور طوطے سے مشورہ ضرور کر لینا اس کے بعد وہ سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔

دوسری داستان: پاسبان کا بارے میں ہے جو بادشاہ طبرستان کی حفاظت پر مامور ہے حتیٰ کہ بادشاہ کے لئے بیٹے کی قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔ جب تصور عمر بادشاہ پاسبان سے اس کا تقاضا کرتی ہے۔ بادشاہ پاسبان کی اس جانفشانی کو دیکھ کر اسے اپنا ولی عہد نامزد کر لیتا ہے۔

تیسرا قصہ: سوداگر جب اپنے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ تو اس کی جورو کسی دوسرے شخص سے آشنائی کر لیتی ہے۔ جب سوداگر واپس آتا ہے تو طوطا اپنی مالکن کی عصمت بچانے کے لئے خاموش رہتا ہے۔ تاہم دوسرے لوگوں کی زبانی سوداگر کو اپنی بیوی کی بد چلنی کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے تو وہ اسے اپنے گھر سے نکال دیتا ہے۔ لیکن طوطا حکمت سے دوبارہ دونوں میں محبت و الفت کے بیج بو دیتا ہے۔

چوتھی کہانی: ایک مرد لشکری کے بارے میں ہے جس کی جورو عفت و پاکیزگی کا نمونہ ہے۔ جب وہ دوسرے شہر جاتا ہے تو راستہ میں فیل پر بیٹھی عورت سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے جو ایک جادوگر کی جورو ہے۔ جادوگر ہاتھی بن کر اپنی پیٹھ پر سوار کر کے پھراتا رہتا ہے تاکہ وہ بدکاری نہ کر سکے اس کے باوجود وہ ایک سو ایک لوگوں سے بدکاری کرواتی ہے۔ ادھر لشکری کی بیوی اکیلے ہونے کے باوجود عفت و پاکیزگی کا منبع پابت ہوتی ہے۔

پانچویں داستان: ایک بڑھئی اور سنار کی ہے۔ سنار دوست ہونے کے باوجود بڑھئی کو دھوکا دیتا ہے اور سارا مال چوری سے اپنے قبضے میں لے کر مکر جاتا ہے۔ بڑھئی نے ایک دن سنار کو اپنے گھر کھانے کی دعوت دی۔ جب سنار کے بچے دعوت پر آئے تو انھیں چھپا دیا اور

خرس کے بچوں کو نکال کر کہا آپ کے بچے اس طرح کیوں ہو گئے؟ معاملہ قاضی کے پاس پہنچا تو وہی خرس کا بچے سنار کے ثابت ہوئے۔ اس کے بارے میں حیدر بخش حیدریؔ یوں رقمطراز ہیں۔

"تب زرگر نجار کے پاؤں میں گر پڑا اور منت سماجت کرنے لگا کہ اے دوست! اگر یہ چال تو نے اپنا حصہ لینے کے لیے چلی ہے تو اپنا حصہ لیے اور میرے لڑکے مجھے دے۔ سنار کو اس نے کہا تو نے بہت برا کیا ہے اور میری امانت میں خیانت کی ہے اگر اب جھوٹ بولنا چھوڑ دیا اور دغابازی سے توبہ کرلے تو شاید تیرے بیٹے اصلی صورت پر آویں غرض اس زرگر نے اس کا حصہ دیا اور اپنے بیٹے اس سے لیا۔"(۵)

مگر بڑھئی اپنی حکمت سے سنار سے اپنی کھوئی ہوئی دولت واپس لے آتا ہے۔ یہ کہانی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے تناظر میں بیان کی گئی ہے۔

چھٹی داستان: رائے ریان کسی شہر میں رہتا ہے جو حاتم طائی کی طرح جود وسخا کا منبع ہے۔ وہ ہر چیز اللہ تعالی کی رضا کے لیے وقف کر دیتا ہے۔ ایک فقیر اس کے پاس آتا ہے جو راجا قنوج کی بیٹی پر عاشق ہو جاتا ہے۔ پہلے اس کو ایک ہاتھی مال وزر سے لاد کر دیتا ہے فقیر دوبارہ اپنی شرط پوری کرنے کے لیے اس سے گردن کا تقاضا کرتا ہے۔ وہ اس پر بھی راضی ہوتا ہے فقیر رائے ریان کو لے کر راجہ قنوج کا پاس لے جاتا ہے جبکہ رسی اس کے گلے میں ہوتی ہے۔ یہ دیکھ کر راجہ قنوج رائے ریان کے پاؤں میں گر پڑتا ہے اور اپنی بیٹی کو اس کے حوالے کر دیا۔ حیدریؔ نے طوطے کی زبانی کہانی کو یوں بیان کیا ہے۔

"رائے ریان نے کہا کہ اے فقیر! تو ذرا صبر کر یہ میری جان اللہ تعالیٰ نے اس واسطے پیدا کی ہے کہ میں کسی کے کام آؤں۔ میں عرصہ دراز سے اس سر کو ہتھیلی پر دھرے ہوں کہ جو کوئی مانگے اسے دوں اب جو تجھے میری ضرورت ہے تو نے یہ حاضر ہے اور میں بھی موجود ہوں میرے گلے میں رسی ڈال کر اس کو راجہ کے پاس لے جا راجہ ان کا کام تمام کر دیتا ہے۔"(۶)

اس کہانی میں برہمن کے طمع کو ظاہر کیا گیا ہے۔ "بے شک لالچ بری بلا ہے۔"

ساتویں داستان: ایک طوطی کے بارے میں ہے۔ جو صیاد کی قید سے اپنے بچوں کو حیلے سے آزاد کراتی ہے پھر چڑی مار صیاد اسے شاہ عالم کے پاس لا کر بیچ دیتا ہے۔ طوطی شاہ عالم کا علاج کرتی ہے۔ وہاں بھی حیلہ کر کے پنجرے سے باہر نکلتی ہے پھر ہمیشہ کے لئے اڑ جاتی ہے اور واپس نہیں لوٹتی۔ جس کو حیدریؔ نے یوں بیان کیا۔

"طوطی نے ان سے کہا! اے بادشاہ سلامت! اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور میری دوا سے تم کو آدھی صحت ہوئی ہے۔ اگر مجھ کو معاف کرو، اسی پنجرے سے خلاصی بخشو تو میں ابھی ڈھونڈھ کر ایک ایسی دوا صحرا سے لے آتی ہوں کہ کھانے کے بعد دو چار دن ہی میں تو بہتر ہو اور صحت یاب ہو کر مسند سنبھالے۔ انھوں نے سمجھا کہ شاید طوطی سچ کہتی ہے اس اعتبار پر اسے قفس سے باہر نکالا اور طوطی نے اپنے جنگل کا راستہ لیا پھر ادھر نہ منہ کیا"(۷)

آٹھویں داستان: ایک سوداگر کی جورو کے بارے میں ہے جو اپنے خصم کی غیر موجودگی میں بدکاری کرواتی ہے لیکن جب وہ شہر لوٹتا ہے تو آدھی رات ہو چکی ہوتی ہے۔ گھر جانے کی بجائے شہر میں قیام کر لیتا ہے۔ رات گزارنے کے لئے رنڈی منگواتا ہے۔ اتفاق سے وہ

اس کی جورو نکلتی ہے لیکن اس کی جورو عقل مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شور مچا کر اپنی بدکاری کو چھپا لیتی ہے الٹا خصم کو برا بھلا کہتی ہے۔

نویں کہانی: ایک زمیندار کی جورو کی ہے۔ جو اپنے خاوند کو سلا کر اپنے عاشق کے پاس جا کر سو جاتی ہے۔ اس کا سسر اس کو غیر مرد کے پاس سوتا دیکھ کر اس کی پازیب چوری سے اتار لیتا ہے۔ جب جاگتی ہے تو پازیب نہ ہونے کی وجہ سے اپنے سسر پر شک کرتی ہے۔ پھر جلدی سے گھر جا کر اپنے شوہر کو بہانے سے لا کر وہاں آ کر سو جاتی ہے۔ اس طرح اس کی بدکاری پر پردہ پڑ جاتا ہے۔

دسواں قصہ: ایک بادشاہ کے بارے میں ہے۔ جو کسی لڑکی کے حسن و جمال کی تعریف سن کر تصدیق کے لئے اپنے اہلکاروں کو بھیجتا ہے مگر اہلکار لڑکی کی خوبصورتی کو نظر انداز کر کے بادشاہ کو جھوٹ بولتے ہیں کہ وہ ملکہ بننے کے لائق نہیں ہیں۔ جب بادشاہ کو اس اصلیت کا پتہ چلتا ہے تو وہ اسی غم میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔"

گیارہویں داستان: ایک شیر اور برہمن کے بارے میں ہے۔ ایک دن برہمن جنگل جاتا ہے تو شیر اس کو بہت سا خزانہ دیتا ہے۔ جس سے وہ امیر ہو جاتا ہے کچھ عرصہ کے بعد جب وہ دوبارہ شیر کے پاس جاتا ہے تو شیر غصہ میں آ کر اس ہلاک کر دیتا ہے۔ جس کا نقشہ حیدریؔ نے کھینچا ہے۔

> "کچھ عرصہ کے بعد پھر جو لالچ ہوا تو برہمن کی موت اس کو پھر اسی شیر کے پاس لے آئی۔ اس دوران شیر کے سامنے بھیڑیئے اور کتے موجود تھے۔ برہمن کو دیکھ کر یہ خوش ہو جاتے ہیں اور شیر سے کہتے ہیں کہ یہ شخص کتنا شوخ اور ڈھیٹ ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر سامنے آتا ہے یہ سن کر ہی شیر غصہ میں آ جاتا ہے اور اپنی جگہ سے چھلانگ لگا کر ایک ہی پنجے سے اس کا خاتمہ کر دیتا ہے۔"(۸)

اس کہانی میں برہمن کے طمع کو ظاہر کیا گیا ہے۔ "بے شک لالچ بری بلا ہے۔"

بارہواں قصہ: ایک بلی شیر کی کوتوالی پر مامور ہوتی ہے تا کہ چوہے بوڑھے شیر کو تنگ نہ کریں ایک دن بلی نے بچوں کو شیر کی کوتوالی کے لئے بھیج دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے بلی کے بچوں نے سب چوہے ختم کر دیے۔ سب چوہے ختم ہونے کے بعد شیر نے بلی کو کوتوالی سے معزول کر دیتا ہے۔

تیرھویں داستان: شاہ پور کے مینڈک کی ہے جو اپنی قوم کا سردار تھا۔ سردار اپنی قوم پر بے جا ظلم و ستم کرتا رہتا تھا۔ اس سردار سے تنگ آ کر مینڈکوں نے دوسرے مینڈک کو اپنا سردار بنالیا اور اس کو معزول کر دیا۔ آخر کار معزول شدہ سردار مینڈک سانپ سے مدد طلب کرتا ہے تا کہ ان باغی مینڈکوں کو اس سے سزا دلوا سکے۔ سانپ نے کنویں میں آ کر جب سب مینڈک ختم کر دیئے۔ اس کے بعد معزول شدہ سردار کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے بڑی مشکل سے بہانہ کر کے سانپ سے اپنی جان چھڑائی۔

چودھویں داستان: سیاہ گوش کے بارے میں ہے جو دانائی اور حکمت سے شیر کے گھر پر قبضہ کر لیتا ہے اور شیر کے ہاتھوں بندر کو بھی اپنی چالاکی سے ہلاک کروا دیتا ہے۔ حیدریؔ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

> "سیاہ گوش نے کہا! ایک بندر میرا دوست ہے۔ وہ مجھ سے اقرار کر گیا ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ میں آج کسی نہ کسی طرح شیر کو تیرے پاس لے آتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس کو کسی طرح دھوکا دے کر میرے پاس لائے۔ ایک دم توقف! ان کو سمجھاوے کہ فضول مت بولو کہ وہ آواز

سن کر ادھر نہ آوے گا۔ شیر نے یونہی یہ بات سنی وہیں اس بندر کو چیر پھاڑ ڈالا اور بھاگ گیا۔"(۹)

پندرھویں داستان: ذریر ریشمی باف کسی شہر میں رہتا تھا۔ جو ریشم کے کپڑے تیار کرتا تھا مگر اس سے نفع نہیں پاتا تھا۔ اس طرح وہ اپنے شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر چلا جاتا ہے تاکہ وہاں قسمت آزمائی کر سکے۔ جب وہ گھر واپس مال لے کر لوٹتا ہے تو راستے میں چوروں کے ہاتھوں ہر دفعہ لٹ جاتا ہے آخر کار وہ خالی ہاتھ گھر واپس آجاتا ہے۔

سولہویں داستان: چار دوستوں کی ہے جو ایک حکیم کے پاس جاتے ہیں۔ وہ ہر ایک کو ایک مہرہ دیتا ہے اور نصیحت کرتا ہے کہ جس کا مہرہ جہاں پر سر سے گرے وہاں زمین کھود کر اپنی قسمت کا خزانہ نکال لینا۔ اس طرح پہلے دوست کو تانبا، دوسرے کو روپے، تیسرے کو سونا ملتا ہے۔ جب کہ چوتھے کو لوہا ہاتھ آتا ہے جس سے اس کی قسمت پھوٹ جاتی ہے۔

سترھویں کہانی: ایک گیدڑ کے بارے میں ہے جو شب کو رنگ ساز کے گھر جاتا ہے۔ اچانک رنگ کے ڈبے میں گر پڑتا ہے اور سارا جسم نیلے رنگ کا ہو جاتا ہے۔ اس رنگ کی وجہ سے جنگل کے سب جانور اس کو اپنا بادشاہ بنا دیتے ہیں کیوں کہ وہ اس کو نایاب جانور سمجھتے ہیں۔ ایک دن گیدڑ غلطی سے اپنی آواز نکالتا ہے جس سے اس کی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے۔

اٹھارویں داستان: ایک اعرابی کی ہے جو بشیر نامی شخص کو اپنی محبوبہ چندو سے ملاتا ہے۔ مگر بشیر کی محبوبہ کے ہاتھوں کوڑے بھی کھاتا ہے اور چندو کی بہن سے زندگانی کا حظ بھی اٹھاتا ہے۔ رات بھر اس کے ساتھ رنگ رلیاں مناتا ہے۔

انیسویں داستان: ایک سوداگر کی ہے جو کھانا کھا رہا ہوتا ہے۔ ایک مسافر اس کے پاس آکر کھانے میں شریک ہو جاتا ہے اور اپنا گھوڑا بھی منع کرنے کے باوجود سوداگر کے گھوڑے کے ساتھ باندھ دیتا ہے۔ اس دوران سوداگر کا گھوڑا مسافر کے گھوڑے کو پیٹ میں لات مار دیتا ہے جس سے اس کا پیٹ پھٹ جاتا ہے۔ گھوڑا وہیں پر ڈھیر ہو جاتا ہو۔ مسافر یہ معاملہ قاضی کے پاس عدالت میں لے جاتا ہے اس کے باوجود اس کی امید بر نہیں آتی اور ناکام و نامراد ہو کر گھر کو سدھارتا ہے۔

بیسویں داستان: ایک عورت کے بارے میں ہے جو اپنے شوہر سے لڑ کر اپنے لڑکوں کے ساتھ جنگل کو سدھارتی ہے۔ جنگل میں اچانک شیر کو دیکھ کر ڈر جاتی ہے. حیدر بخش حیدریؔ اس کو یوں بیان کیا ہے۔

> "ایک آدمی کی بیوی بد خو اور بد زبان تھی۔ اس کے شوہر نے ایک دن کسی تقصیر پر اس کو کئی کوڑے مارے۔ لیکن اس کی بیوی ناراض ہو کر ساتھ بچوں لے کر جنگل میں چلی گئی۔ اچانک اس کو ایک شیر نظر آیا۔ اس کو دیکھ کر گھبرا گئی اور خوف زدہ ہو کر کہنے لگی! میں نے برا کیا جو شوہر کی اجازت کے بغیر آئی۔ اگر کچھ آفت اس شیر کے ہاتھ مجھ پر نہ پڑی تو پھر گھر سے نہ نکلوں گی اور اس کی فرمابرداری میں رہا کروں گی۔"(۱۰)

اکیسویں داستان: یہ ایک شہزادے کے بارے میں ہے۔ جس کو اپنا بھائی قتل کرنا چاہتا ہے اور وہ اپنی جان بچا کر جنگل کی طرف بھاگ جاتا ہے۔ جب وہ تالاب پر پہنچتا ہے تو ایک سانپ کو دیکھتا ہے جس نے مینڈک کو منہ میں پکڑ رکھا ہوتا ہے۔ مینڈک درد کی وجہ سے چیخ رہا ہوتا ہے۔ شہزادہ اس کو سانپ کے منہ سے چھڑاتا ہے اور اپنے جسم کا ٹکڑا کاٹ کر سانپ کو دے دیتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد دونوں انسانی شکل میں خالص اور مخلص بن کر آجاتے ہیں اور اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ شہزادہ ان کو اپنی خدمت کے لئے قبول کر لیتا ہے۔ شہزادہ خالص اور مخلص کی وجہ سے تخت و تاج کا مالک بن جاتا ہے۔

بائیسویں کہانی: یہ داستان ایک سوداگر کے بارے میں ہے۔ اس کی بیٹی ایک حسین و جمیل ماہ لقا ہے۔ ہر کوئی اس سے شادی کا خواہشمند ہے۔ وہ لڑکی صاحب دانش سے شادی کرنا پسند کرتی ہے۔ تاہم تین سوداگر اپنے ہنر سے قسمت آزمائی کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کے ساتھ اس کی شادی ہو جاتی ہے۔

تئیسویں داستان: ایک برہمن کی ہے جو ملک بابل روانہ ہوتا ہے۔ دوران سیر ایک دن وہ رائے بابل کی بیٹی کو دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ وہاں جادوگر کی خدمت کر کے مدد حاصل کرتا ہے۔ جس سے وہ اپنے مقصود کو پالیتا ہے اس کے بعد دونوں وہاں سے فرار ہو جاتے ہیں۔

چوبیسویں کہانی: رائے بابل کے بت خانے میں ایک شخص عبادت کے لیے جاتا ہے۔ جب بت خانے میں جاتا ہے تو اس کی ملاقات ایک حسین و جمیل گل اندام حسینہ سے ہوتی ہے۔ وہ اس کے حسن کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو جاتا ہے۔ تب وہ بت کی منت مانتا ہے اگر وہ اپنے مقصود کو پالے تو یہاں اپنا تن سر سے جدا کر دے گا، اسی طرح وہ اپنی مراد پالیتا ہے آخر کار وہ اپنی منت بھی پوری کرتا ہے۔

پچیسویں داستان: ایک خصم اور جورو کی ہے۔ جو اپنی جورو کو شکر لانے کے لیے بھیجتا ہے۔ مگر بنیا چالاکی سے شکر کی بجائے اس کے کپڑے میں ریت باندھ دیتا ہے اور اس سے زندگانی کا حظ بھی اٹھاتا ہے۔ جب وہ گھر لوٹتی ہے تو شوہر شکر کی بجائے ریت دیکھ کر ناراض ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی جورو عیاری اور سخن سازی سے خصم کو مطمئن کر لیتی ہے۔

چھبیسویں داستان: ایک بادشاہ اور سوداگر کی بیٹی کے بارے میں ہے۔ سوداگر کی بیٹی نہایت حسین و جمیل ہے۔ وہ اپنی بیٹی کو بادشاہ کے عقد میں دینا چاہتا ہے۔ بادشاہ بجائے خود دیکھنے کے اہلکاروں کو بھیجتا ہے۔ اہلکار واپس آکر بادشاہ کو اصلیت کے بر خلاف حسن کے بارے میں بتاتے ہیں۔ مگر جب بادشاہ کو حقیقت معلوم ہوتی ہے تو صدمے سے نڈھال ہو جاتا ہے اسی حال میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

ستائیسویں داستان: کمہار کے بارے میں ہے۔ ایک دن کمہار شراب میں مست ہو کر بے ہوشی کے عالم میں شیشوں پر گر پڑتا ہے۔ جس سے پورا جسم لہولہان ہو جاتا ہے۔ اس کے جسم پر ایسے نشان پڑ جاتے ہیں جیسے تلوار کی کاٹ کے ہوں۔ جس کا نقشہ حیدریؔ نے یوں کھینچا ہے۔

> "کمہار نے ایک مرتبہ دن کے وقت بہت شراب پی تو مدہوش ہو کر کوزے اور قرابے شیشے کے جو وہاں شراب کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ ان پر گرا اور تمام جسم زخمی ہوا۔ کئی عرصہ بعد میں وہ زخم اچھے ہوئے۔ مگر ان زخموں کے نشان اس طرح معلوم ہوتے تھے کہ شاید زخم تیر و تلوار کے ہیں۔"(۱۱)

وہ ایک دفعہ دربار میں گیا تو بادشاہ اسے جری سورما سمجھ کر اپنی فوج کا سربراہ بنا دیتا ہے۔ جب بادشاہ کمہار کو لڑائی کے لیے بھیجتا ہے تو وہ ڈر اور خوف سے بیمار پڑ جاتا ہے۔ بادشاہ سے آکر عرض کرتا ہے کہ خداوند میں ذات کا کمہار ہوں۔ میں لڑائی سرانجام نہیں دے سکتا۔

اٹھائیسویں داستان: شیر اور شیرنی کے بچوں کے بارے میں ہے۔ ایک دن شیر شکار کے لئے گیا تو شکار نہ مل سکا اور خالی ہاتھ واپس آرہا تھا کہ راستہ میں اسے گیدڑ کا بچہ مل گیا۔ اس کو لے آیا مگر شیرنی نے ترس کھا کر اس کو کھانے کی بجائے دودھ پلانا شروع کر دیا۔ گیدڑ کا بچہ شیر کے بچوں میں رہنے کے باوجود اپنی خصلت نہ بدل سکا۔

انتیسویں داستان: ایک امیر زادے اور سانپ کی ہے جو سانپ کو بچانے کے لئے اسے اپنی آستین میں چھپالیتا ہے۔ لیکن سانپ اس سے بے وفائی کرتا ہے اور اسے ڈسنا چاہتا ہے۔ اس کے بارے میں داستان گو بیان کرتے ہیں۔

"سانپ نے کہا! اے لڑکے اب میں بغیر ڈسے تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ یہ سن کر امیر زادہ حیران ہو گیا سانپ کی باتیں سن کر۔ تو نہیں جانتا، احوال میرا کہ میں تمھارا ازلی دشمن ہوں۔ تو نہایت احمق ہے کہ جو تو نے مجھ پر رحم کھایا۔ میرے کہنے پر اعتبار کیا اور اپنی آستین میں رہنے کہ مکان دیا"(۱۲)

سانپ کا امیر زادہ سے باتیں کرنا جادوئی حقیقت نگاری کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ مافوق الفطرت عناصر قاری کے لیے حیرت کا باعث بنتے ہیں۔

تیسویں داستان: سپاہی اور سنار کے بارے میں ہے جو دونوں بہت گہرے دوست تھے۔ ایک دفعہ سپاہی کو کہیں سے سو دینار اشرفیوں کی تھیلی ملی اور اپنے دوست سنار کے پاس جا کر امانت رکھ دی۔ سپاہی کو رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ سنار کے پاس جاتا ہے اور رقم کا تقاضا کرتا ہے تو بگڑ جاتا ہے تب معاملہ قاضی کے پاس جاتا ہے۔ قاضی معاملہ کو حکمت سے حل کرتا ہے۔ وہ تھیلی دوبارہ سپاہی کو مل جاتی ہے۔

اکتیسویں داستان: کسی ملک میں ایک سوداگر رہتا تھا۔ جس کے ہاں اولاد نہ تھی۔ اسی پریشانی میں اس نے ایک دن اپنی ساری دولت اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوٹا دی خود ٹاٹ پر سو کر گزارہ کیا۔ اس طرح لیل و نہار گزرتے رہے۔ ایک رات خواب میں برہمن کو دیکھا جو مار کھانے کے بعد مرتے ہی سونے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ انسان کا مرنے کے نعد اچانک سونے میں بدل جانا طلسماتی حقیقت پسندی کی ترویج کا باعث بنتا ہے۔ البتہ سوداگر دوبارہ کئی گنا زیادہ مال کا مالک بن جاتا ہے۔

بتیسویں داستان: مینڈک، زنبور اور مرغ تینوں میں گہری دوستی تھی۔ کسی درخت پر شکر خورے نے انڈے دے رکھے تھے۔ ہاتھی درخت کے پاس آ کر پیٹ رگڑنے لگا جس سے اس کے انڈے ٹوٹ گئے۔ شکر خورہ ہاتھی سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔ وہ اپنی مدد کے لیے تینوں کے پاس جاتا ہے۔ آخر کار تینوں تدبیر کر کے ہاتھی کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔

تینتیسویں داستان: یہ کہانی چین کے بادشاہ کی ہے جو خواب میں روم کی شہزادی کو دیکھتا ہے اور اس پر عاشق ہو جاتا ہے۔ ایک مصور بادشاہ کے سپنے کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے اور شہزادی کی تصویر بنا کر اس کو شادی پر آمادہ کر لیتا ہے۔ اس طرح بادشاہ رشتہ ازواج میں بندھ جاتا ہے۔

چونتیسویں داستان: بارہ سینگا اور گدھے کی دوستی کے بارے میں ہے جو ایک رات کسی باغ میں گھس جاتے ہیں۔ جب گدھے کا پیٹ بھر جاتا ہے تو ہانک لگاتا ہے۔ باغبان جاگ اٹھتا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی بلا لیتا ہے۔ بارہ سینگا اور گدھے کو پکڑ کر خوب پیٹائی کرتے ہیں۔

پینتیسویں داستان: داستانوں کا سلسلہ ابھی جاری تھا اتنے میں میموں واپس گھر لوٹ آیا۔ مینا کے پنجرے کو خالی دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ خجستہ ابھی کہہ نہ پائی طوطے نے ساری داستان سنا دیا اور یہ بھی کہا کہ بی بی نے ایک عاشق کیا تھا۔ اقتباس ملاحظہ ہو۔

"توتے نے کہا! مرشد ہماری عرض سنیے اور آپ ادھر تشریف لائیے اور ہم جو کچھ کہیں آپ اس پر توجہ دیجیے۔ احوال مینا اور بی بی خجستہ کا مجھ سے پوچھیے میمون توتے کی باتیں سن کر حیران ہو جاتا

ہے۔ تو تا بولا مینا کو آپ کی بیگم نے گردن مروڑ کے یار کی وجہ سے مار ڈالا اور مجھے بھی وہی راہ دکھایا چاہتی تھی۔ اللہ کے فضل سے میں نے ایک تدبیر کے ذریعے سے اپنی جان اور آپ کی بیوی کی عصمت بچائی۔ وہ بیچاری خیر خواہی سے نثار ہو گئی کس واسطے کہ آپ کی بی بی صاحبہ نے ایک جوان یار کیا تھا۔"(۱۳)

ان داستانوں میں مافوق الفطرت مناظر کی بہتات ہے۔ کہانیوں کے کردار سچائی سے بعید ہیں۔ قاری ان داستانوں کو پڑھ کر اس تجسس میں پڑ جاتا ہے کہ ایک چھوٹی سی داستان میں پوری رات کس طرح گزر جاتی ہے۔ داستان نمبر ۳۲ میں ایک شہر میں درخت کا ذکر ہے جس پر شکر خورے نے انڈے دے رکھے ہوتے ہیں۔ وہاں ایک ہاتھی آ کر پیٹ رگڑنے لگتا ہے یہ بات بھی سچ سے بعید ہے کیوں کہ ایک ہاتھی شہر میں گھس آتا ہے لیکن کسی کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ ان داستانوں کو پڑھ کر قاری طوطے کی دانش مندی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حوالہ جات

۱۔ نجیب جمال، ڈاکٹر، فلیپ، سنگھاسن بتیسی، مرتبہ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین، دارالنوادر، لاہور، ۲۰۱۹ء

۲۔ بصیرہ عنبرین، ڈاکٹر، بیتال پچیسی، دار لنوادر، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۷

۳۔ گیان چند، ڈاکٹر، اردو ادب کی نثری داستانیں، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنو، ۱۹۸۶ء، ص ۴۲۳

۴۔ ایضاً، ص ۸۸۱

۵۔ حیدری، حیدر بخش، طوطا کہانی، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۴ء، ص ۱۳

۶۔ ایضاً، داستان نمبر ۶، ص ۲۱

۷۔ ایضاً، داستان نمبر ۷، ص ۲۲

۸۔ ایضاً، داستان نمبر ۱۴، ص ۳۲

۹۔ ایضاً، داستان نمبر ۱۹، ص ۳۸

۱۰۔ ایضاً، داستان نمبر ۲۰، ص ۴۰

۱۱۔ ایضاً، داستان نمبر ۲۷، ص ۵۲

۱۲۔ ایضاً داستان نمبر ۲۹، ص ۵۵

۱۳۔ ایضاً، داستان نمبر ۳۵، ص ۷۲

References in Roman Script:

1. Najeeb Jamal, Dr., Flip, Singhasan Batisi, Martaba Dr. Basira Ambrin, Darulwadar, Lahore, 2019
2. Basira Ambrin, Dr., Betal Pachisi, Darlin Nawadar, Lahore, 2017, p.7
3. Gyan Chand, Dr., Prose Tales of Urdu Literature, Uttar Pradesh Urdu Academy, Lucknow, 1986, p.423
4. Ibid, p. 881
5. Haideri, Haiderbakhsh, Tota Kahani, Lahore, Majlis Traqhi Adab, 1964, p. 13
6. Ibid, Dastan No. 6, p. 21
7. Ibid, story number 7, p. 22
8. Ibid, Dastan No. 14, p. 32
9. Ibid, story number 19, p.38
10. Ibid, Dastan No. 20, p. 40
11. Ibid, Dastan No. 27, p. 52
12. Ezadastan No. 29, p. 55
13. Ibid, story number 35, p. 72